

عقائد حقّ اہل سنت و جماعت

13 64

مقتبسہ از تصنیفات

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

المقتبس

مظہر اعلیٰ حضرت شیریشہ اہل سنت امام المناظرین فاتح مذاہب باطلہ
حضرت علامہ ابوالفتح حافظ قاری محمد حشمت علی خان قادری رضوی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام

میثم عباس فتادری رضوی

ناشر

ادارہ تحفظ عقائد اہل سنت، پاکستان

جملہ حقوق کمپوزنگ محفوظ ہیں

نام کتاب	عقائدِ حقہ اہلسنت و جماعت
مؤلف	مظہر اعلیٰ حضرت شیر پیشہ اہل سنت امام المناظرین فاتح مذہب باطلہ حضرت علامہ ابو الفتح حافظ قاری محمد حشمت علی خان قادری رضوی لکھنوی رحمہ اللہ
باہتمام	میثم عباس قادری رضوی
بار اول:	کتب خانہ اہل سنت، مسجد بزرگ، کرنیل گنج، کانپور (انڈیا)
بار دوم:	رضا کیڈمی، کامپیکر اسٹریٹ، بمبئی
بار سوم:	جدید اشاعت باہتمام: میثم عباس قادری رضوی
سن اشاعت	2014ء
تعداد	1100
صفحات	20
ناشر	ادارہ تحفہ عقائد اہلسنت، پاکستان

ناشر

ادارہ تحفہ عقائد اہلسنت، پاکستان

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	الْإِيمَانُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ جَلَّ جَلَالُهُ وَعَزَّ بَرْهَانُهُ	4
2	الْإِيمَانُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ	7
3	عَلَامَاتُ مَحَبَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ	8
4	مَا جَاءَ بِهِ سَيِّدُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ أَفْضَلُ صَلَوَاتِ رَبِّ الْوَرَى	12
5	الْإِجْتِهَادُ فِي الدِّينِ وَتَقْلِيدُ الْمُجْتَهِدِينَ	13
6	الْخِلَافَةُ وَالْوَلَايَةُ	16
7	الشِّرْكُ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ جَلْبَتِهِ وَخَفِيَّتِهِ	18
8	الْكُفْرُ وَالْكِبَايَرُ وَالْكُفْرُ بَعْدَ الْإِيمَانِ الْغِيَاذُ بِاللَّهِ الْمُسْتَعَانُ	19

الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ جَلَّ جَلَالُهُ وَعَزَّ بُرْهَانُهُ

مومن بما جاء به الرسول کو بہ تصدیق قلبی و اقرار لسانی اُمور ذیل کا اظہار لازم ہے اور یہی ایمان شرعی ہے۔

۱۔ صانع عالم جَلَّ جَدَّةً واجب الوجود اُزلی اُبدی ہے۔ اس کا کوئی مثل نہ ذات میں ہے نہ صفات میں؛ تمام کمالات ممکنات اس کی عظمت ذاتی کے ظل و پرتو ہیں۔

۲۔ وجوب وجود۔ استحقاق عبادت خالقیت بہ اختیار خود تدبیر کائنات کلی و مجزوی اس کی ذات مقدس سے مختص ہیں۔

۳۔ حیوۃ، قدرۃ، علم، کلام، سمع، بصر، ارادہ، صفات ذاتیہ حق سبحانہ کی ہیں۔ ان سب سے ازلاً متصف ہے۔ باقی صفات فعلیہ، نفسیہ، سلبیہ، اضافیہ ہیں۔

۴۔ کائنات کو خلعت وجود بخشنے سے پیش تر ویسا ہی کامل تھا جیسا بعد میں۔ (الَّذِنْ كُنَّا كَانُ)

۵۔ شفا، مریض، عطا، رزق، ازالہ تکلیف و مصائب بہ طور استقلال و خلق اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔

۶۔ طبیب، بادشاہ و دیگر اسباب ظاہری و باطنی مثل دُعا و ہمت انبیاء و اولیاء بہ عطاۃ الہی بہ طور تسبب اُمور مذکورہ کے منسوب الیہ ہوتے ہیں۔

۷۔ حکیم علی الاطلاق کی صفت حکمت کا تقاضا ہے کہ یہ صفات و افعال الہیہ در پردہ

اسباب ظہور فرماتے ہیں جیسا کہ ہدایۃ معلوم ہے کہ بے شمار اسباب معاش و تدبیر

مہمات و مدافعتِ امراض مظاہر رزاقیت وغیرہ صفات قدیمہ کے ہیں۔ ایسا ہی شرعاً و

کشفاً ثابت ہے کہ مقربان درگاہ حق کی دعا و ہمت و برکت و جودات مبارکہ مظہر

فیضانِ عنایتِ الہی ہے۔ صرف اسباب کو مد نظر رکھنا اور مسبب جَلَّ شَانُهُ کی قدرت

کاملہ کا نہ ماننا یا قدرت کاملہ کو بعض اسباب میں ہی منحصر و محدود کرنا کفر ہے۔ اور

اسباب کا کلیۃً نفی کرنا ابطال حکمت قدیمہ کے علاوہ سعادت دین و دُنیا سے محروم رہنا

ہے۔ اور اسباب ظاہری و باطنی (اولیاء مقربین) کو جلوہ گاہ صفاتِ الہیہ مان کر ان

- سے مستفید اور مستفیض ہونا بصیرت اور کمال ایمان کا نشان ہے۔
- ۸۔ جوہر، عرض، جسم، مکان، زمان، جہت، حرکت، انتقال، تبدیل ذاتی و صفاتی، جہل، کذب ممکنات سے مختص ہیں۔ ذات حق پر یہ سب محال بالذات ہیں۔
- ۹۔ اِسْتَوَا عَلَى الْعَرْشِ، وَجْهٌ يَدُورُ غَيْرَ صِفَاتٍ مَنْصُوصَةٍ كَذَاتِيٍّ مِثْلَ صِفَاتِ ثَمَانِيَةِ سَمْعٍ، بَصَرٍ، عِلْمٍ، ارَادَةٍ، كَلَامٍ۔ قدرت، حیاة۔ تکوین بے چون و بے چگون ہیں۔
- ۱۰۔ ادراک حقیقتِ الہیہ میں انبیاء اولیاء عاجز ہیں۔ تجلیات ذاتی و صفاتی و اسمائی نصیب انبیاء و اولیاء حسب المراتب دُنیا میں ہوتی ہیں۔
- ۱۱۔ رُویّت ذات حق آخرت میں اہل جنت کے لیے ثابت ہے بلا کیف و بلا جہت۔
- ۱۲۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال و اعمال کا خالق اور مُرید ہے، لیکن راضی بِالْكَفْرِ و الْمَعْصِيَةِ نہیں ہے۔
- ۱۳۔ تمام خیر و شر خالقُ الْكُلِّ جَلَّ شَانُهُ کے ارادہ و خلق و تقدیر سے ہے جواز ل میں مقرر ہو چکا ہے وہی ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن راضی صرف خیر پر ہے۔
- ۱۴۔ تقدیر سے بندہ مجبور نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نیکی اور بدی کا راستہ بتا کر اپنے اپنے افعال میں گو نہ اختیار دیا ہے، جس کے سبب انسان اور حجر و شجر میں فرق بدیہی ہے۔ جسے اصطلاحاً کسب کہتے ہیں۔ اسی کسب کے سبب وہ جزا اور سزا کا مورد ہے۔
- ۱۵۔ جبر جو منافیء جزا ہو اور قدر جو شرکتِ شے کی خالقیت میں قادرِ مطلق سے پیدا کرے باطل ہیں۔ زیادہ خوض و بحث اس مسئلے میں ممنوع ہے۔ اُمور مذکورہ پر ایمان لانا باعثِ نجات ہے اور ان کا انکار ہلاکت۔ پس عقلمندی و سعادت یہ ہے کہ حصولِ نجات کی فکر ہو۔
- ۱۶۔ بے نیاز ہے، کسی کا اُس پر حق نہیں ہے۔ مگر جو اپنے فضل سے وعدہ فرمائے وہ ضرور وفا فرماتا ہے۔

11

۱۷۔ اس کے تمام افعال حکمت و مصلحت پر مشتمل ہیں، لیکن اس سے کوئی غرض یا نفع عائد بذات مقدس نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی شے اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ قبح و ظلم و سفسفہ و عبث سے اُس کے افعال منزہ ہیں۔

۱۸۔ مومن کو دین حق پر انشراح عطا فرمانا اور اسے قبول کرنا اور اس کے موافق اعمال و احسان کی توفیق عطا فرمانا اس کا فضل ہے اور کافر کو صرف عقل و حواس عطا فرما کر تبلیغ انبیاء کا اس کے ذہن پر واضح فرمانا اور توفیق سے محروم رکھنا جناب رب العزّة کا عدل ہے۔
۱۹۔ صفت عدل و فضل کی چھ 6 صورتیں ہیں جن کا اعتقاد کرنا مومن پر فرض ہے:

(۱) حق سبحانہ تعالیٰ کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں فرماتا۔

(۲) کسی کے اعمالِ حسنہ سے ذرہ بھر نقصان نہیں فرماتا۔

(۳) کسی کو بغیر گناہ عذاب نہیں فرماتا۔

(۴) اس کا فضل ہے کہ اپنے مسلمان بندوں پر جو مصیبت بھیجے اس میں بھی ان کے لیے اجر رکھتا ہے۔

(۵) کسی کو طاعت یا مصیبت پر جبر نہیں فرماتا۔

(۶) فوق الطاقہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔

۲۰۔ افعال کا باعث ثواب و عقاب اخروی ہونا صرف اسی کے حکم سے ہے، اس میں عقل کو دخل نہیں ہے۔ بعض کی حکمت کو عقل ادراک کر سکتی ہے اور اکثر میں اخبار انبیاء کی محتاج ہے۔

۲۱۔ ہر ایک صفتِ الہی بالذات واحد اور بحسب التعلق غیر متناہی۔ متعلقات حادث ہیں اور اس کی صفات قدیمہ ہیں۔

۲۲۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کے بہت نام ہیں جن کی خبر اُسی نے اپنے کلام پاک میں دی ہے۔

اہل سنت کے نزدیک دُعا و ذکرِ الہی انھیں اسما سے ہونا چاہیے جو شرع مطہر میں وارد

ہیں۔ یہ سب اسماء کلامِ الہی کے مانند قدیم ازلی ابدی ہیں اور عباد کا اپنی زبان پر لانا

یا لکھنا حادث ہے۔

۲۳۔ اہل سنت کا اجماع ہے کہ جس اسم کے معنی میں تنقیصِ شانِ اُلوہیت ہو، اس کا ذاتِ حق پر بولنا کلمہ کفر ہے۔

۲۴۔ وحدت وجود حسبِ تقریرِ محققین حق ہے۔ شریعتِ حقہ کی اصل کے منافی نہیں ہے۔ فرق مراتب و حفظِ احکام ضروری ہے۔ جو صفات مستلزم مرتبہ اُلوہیت کے ہیں ان کا مراتبِ سافلہ پر اطلاق کرنا اور بالعکس کفر ہے۔ جس طور پر یہ مسئلہ اکابرِ اسلام پر مکشوف ہوا ہے۔ اور اولیائے منتشر عین نے حتی الامکان بیان فرمایا ہے بہ حفظِ حدودِ شرعی اس پر اعتقاد رکھنا باعثِ تکمیلِ ایمان اور اس کا انکار خسران و حرمان ہے۔

اَلْاِيْمَانُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ
۱۔ اسلام و ایمان کا رکنِ اعظم جس کے بغیر کسی حالت میں بندہ مومن یا مسلم نہیں ہو سکتا۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے تمام کمالات ثابتہ بالنص الصریح کی تصدیقِ قلبی و اقرارِ لسانی ہے۔ اور آپ کی تعظیم ظاہری و باطنی سے ہر حالت میں متصف رہنا تمام اعمال و عبادات کی قبولیت کا اصلِ اصول ہے۔

۲۔ آپ تمام انبیاءِ کرام سے افضل اور سب کے سردار ہیں۔

۳۔ بیشاق توحید الہی و ربوبیت ذاتِ حق جیسا تمام بنی آدم سے لیا گیا ویسا ہی سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی اطاعت اور تعظیم کا تمام انبیاء سے مؤکد طور پر عہد لینا بہ اخبارِ الہی منصوص ہے۔

۴۔ (الف) آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ نہ تو آپ کے زمانے میں اور نہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ حضور کے وصف خاتم النبیین کے یہی معنی ضروریاتِ دینیہ سے ہیں کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں اس معنی کو نا سمجھ لوگوں کا خیال بتانا یا حضور کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی اور کو نبوت ملنی واقع یا جائز کہنا کفر ہے۔

(ب) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کا علم اقدس تمام مخلوقات کے علوم سے وسیع ہے۔ کسی مخلوق کے علم کو علمِ اقدس سے زیادہ وسیع کہنا کفر ہے۔

11

(ج) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو بعض علم غیب ان کے ربِّ کریم جَلَّ جَلَالُہُ نے عطا فرمایا انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقررین علیہم الصلاۃ و السلام و جملہ اولین و آخرین کے جمیع علوم کا مجموعہ اور لوح محفوظ میں قلم قدرت کا لکھا ہوا سارا علم ماکان و مایکون اس کا جُود ہے۔ اس کو یوں کہنے والا کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ ہر جانور ہر چار پائے کو بھی حاصل ہے قطعاً کافر ہے۔

۵۔ تمام انبیاء بلحاظ بطون و تربیت روحانی تعین روحی جناب ختمی مآب خلفائے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ہیں۔ جیسے ظاہر میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نیابتِ آپ کے فرمان سے اس عہدے پر ممتاز ہوئے ویسے ہی انبیاء کرام باوجود خلعتِ نبوت و افضلیتِ ماؤن الانبیاء کے آپ کی باطنی شریعت کے نافذ فرمانے والے تھے۔

۶۔ آپ کی اطاعت و اتباع اور محبت فرض ہے اس کے ترک پر عذاب الیم کا وعید منصوص ہے۔

عَلَامَاتُ حَبَّاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ

۱۔ آپ کی اقتداء اور اتباعِ سنتِ اقوال و افعال میں آپ کے اوامر و نہی کی تعمیل۔

۲۔ زبان و دل سے آپ کا ذکر کرنا۔

۳۔ آپ کے جمالِ پاک کا مشتاق ہونا۔

۴۔ دل، زبان اور بدن سے آپ کی تعظیم کرنا۔

۵۔ آپ کے اہل بیت اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت کرنا اور ان کے ساتھ بُغض رکھنے والے سے بُغض رکھنا۔

۶۔ آپ کی سنت کے تارک کو بُرا سمجھنا۔

۷۔ آپ کی تعظیم جیسی کہ ہر ایک مومن پر ظاہری زیارت کے وقت فرض تھی ویسی ہی اب بھی آپ کی حدیث، فضائل اور نام مبارک سنتے وقت لازم اور ضروری ہے۔ پس ان

11

میں بہ اتباعِ سلف مسلمانوں میں جو مباح وجوہ تعظیم مروجہ ہر ملک ہوں ان کا بوقت ذکرِ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بجالانا تقاضاے ایمان ہے اور چونکہ مجالسِ میلاد میں قیام کرنا عشاقِ درگاہ کا معمول ہو گیا ہے۔ پس ان کا انکار روشِ سلف کا انکار ہے اور بے بنیاد تعصب ہے۔

۸۔ جو ممکنات و مخلوقات احاطہٗ ربوبیتِ الہیہ میں داخل ہیں، سب کی طرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مبعوث ہیں۔ پس کوئی حصہٗ مخلوقات آپ کی دعوت سے خارج نہیں ہو سکتا۔

۹۔ جیسا کہ واحدِ عددی کا بہ حیثیتِ اولیتِ ثانی یا ثالث ہونا محال ہے۔ ویسا ہی بحیثیتِ عموم دعوتِ مذکورہ و اولیتِ خلق و ختمِ نبوت و افضلیتِ مطلقہ و خلافتِ کبریٰ و اولیتِ فی الشفاعۃ و فی دخول الجنۃ و اصالتِ فی کُلِّ فضل و وساطتِ فی کُلِّ نعمۃ و غیرہا صفات کثیرہ ناممکن الاشتراک کے آپ کی نظیر محال اور ممتنع ہے۔

۱۰۔ آپ کی صورتِ مقدسہ بہ لحاظ جسمیت معروض بعض عوارضِ بشریہ تھی اور آپ کی روحانیت اوصافِ بشری سے برتر اور تغیر و آفات و عیوب و نقائصِ بشری سے منزہ اور ضعفِ انسانی سے مبرا اور اعلیٰ صفاتِ ملکئہ سے منصف ہے۔ پس آپ کا علم باللہ و صفاتِ قبل بعثت و بعد بعثت تمام عیوب و نقائصِ شک و جہل و غیرہ سے مبرا و منزہ ہے۔

۱۱۔ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی تین حیثیتیں ہیں۔ اول: ظاہر بہ اعتبار صورتِ بشر۔ دوم: ملکئہ۔ سوم: وہ مرتبہ جس کو خدا ہی جانتا ہے۔

۱۲۔ آثارِ شریفہ و آثارِ سلفِ صالحین کی تعظیم ضروری ہے اور اُن کو ذریعہٗ اجابتِ دعا خیال کرنا صدقِ ایمان کی نشانی ہے۔

۱۳۔ بہ نسبتِ علومِ اولین و آخرین آپ کا علم اعلیٰ و اکمل ہے اور آخر عمر شریف تک ملکوتِ سماوی و ارضی و تمام مخلوقات و جملہ اسمائے حسنہ و آیاتِ کبریٰ و اُمورِ آخرت و اشراطِ ساعت و احوالِ سعداء و اشقیاء و علمِ ماکان و یکون پر آپ کا علم محیط ہو چکا ہے۔ تمام

علوم بشریہ و ملکئہ سے آپ کا علم اشمل و اکمل ہے۔ علم الہی اور آپ کے علم میں امور ذیل فارق ہیں:

(۱) علم الہی غیر متناہی بالفعل اور محیط ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کا علم متناہی بالفعل و غیر متناہی بالقوۃ اور محاط ہے۔

(۲) علم الہی بلا ذرائع و وسائل ازلی وابدی ہے اور آپ کا علم بذریعہ وحی، الہام، کشف، منام و بسط، حواس و بصیرت مقدسہ حادث ہے۔

۱۴۔ آپ کے تمام اخبار و اقوال متعلقہ دین و دنیا صادق اور حق ہیں۔ شک و وہم و جہل وغیرہ نقائص و مداخلت شیطانی سے منزہ و مبرا ہیں۔

۱۵۔ آپ قبل نبوت و بعد نبوت کبار و صغائر سے معصوم اور تمام قبائح بشری سے مبرا ہیں۔

۱۶۔ بعض افعال بلاغیہ و احکام شرعیہ میں نسیان و سہو آپ سے بہ غرض تشریع و افادہ علم بہ ارادہ الہیہ واقع ہوا ہے اور صد و سہو و نسیان منافی شان نبوت نہیں، بلکہ نسیان و ذہول ازنا سوت بہ وجہ استغراق در لاہوت از قسم کمال ہے۔ جیسا کہ ارباب بصیرت پر ظاہر ہے۔ البتہ اُن کے سہو و نسیان کو اپنے سہو و نسیان پر قیاس کرتا اور بہ قصد تحقیر آپ کی طرف منسوب کرنا کفر ہے۔

۱۷۔ تمام عوارض بشری یعنی مرض، تکلیف بدنی وغیرہ جو انبیاء علیہم السلام کو لاحق ہوتے ہیں۔ ظاہری صورت میں مشابہ عوارض عامہ افراد انسانی ہیں اور بہ لحاظ نتائج و آثار باطنی و حکمت خفیہ الہیہ تمام افراد بشر کے عوارض سے برتر اور اعلیٰ ہیں۔ مثلاً تکالیف امراض انبیاء علیہم السلام سے نتیجہ اظہار احوال عالیہ مثل صبر، رضا، شکر، تسلیم، توکل، تفویض، دُعا، تضرع اور موعظت اُمت بہ وقت لُحوق عوارض کذائیہ بہ تحصیل امور مذکورہ ہے۔ پس اپنے عوارض پر عوارض انبیاء کو خیال کرنا سخت بے ادبی اور بعض حالات میں جب کہ تحقیر لازم آئے کفر ہے۔

۱۸۔ حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کا مغیبات پر مطلع ہونا آیات و

- احادیث سے بالتواثر ثابت ہے۔ منکر اس کا منکر قطعیات ہے۔
- ۱۹۔ آپ روضہ منورہ میں مثل دیگر انبیاء علیہم السلام زندہ بہ حیات حقیقیہ دُنیاویہ جسمانیہ ہیں۔ خاکسارانِ اُمت کے حالات پر مطلع اور عاشقانِ درگاہ پر ہر لحظہ متوجہ ہیں اور احوالِ اُمت پر حاضر و ناظر ہیں۔
- ۲۰۔ زیارتِ روضہ منورہ اعظم السعادات ہے۔ انکار اس کا بدعات بدترین میں سے ہے۔
- ۲۱۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی ذاتِ پاک کو معجزات ذیل وغیرہ سے مخصوص فرمایا:
- (۱) معراجِ جسمانی بہ حالتِ بیداری حرم شریف سے بیت المقدس کی طرف اور امامتِ انبیاء کرام اور سیرِ سماوات و آیاتِ کبریٰ و جنت و نار وغیرہ۔
- (۲) اپنا جمالِ پاک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو بہ چشمِ ظاہر دکھایا۔
- (۳) شق القمر۔
- (۴) ستون مسجد شریف کا آپ کے فراق میں گریہ وزاری کرنا۔
- (۵) اجار و اشجار کا آپ پر سلام کرنا اور تصدیقِ نبوت کرنا۔
- (۶) آپ کی انگشت ہائے شریفہ میں سے پانی جاری ہونا اور ایک پیالہ پانی سے لشکر کا سیراب ہونا۔
- (۷) آپ کی برکت سے قلیل طعام کا اس قدر بڑھنا کہ ہزار ہا آدمی سیر ہو جائیں۔
- (۸) بکری مذبحہ کا آپ سے کلام کرنا۔
- (۹) مذکورہ معجزات و دیگر خوارقِ مثلِ احیاءِ اموات جو احادیث سے ثابت ہیں بلاتاویل حق و نفس الامری ہیں۔
- ۲۲۔ تمام معجزات سے اعلیٰ و اقویٰ و اداوم قرآن شریف ہے جس کے مقابلے سے تمام مخلوقات عاجز ہے۔ قرآن مجید کی ترکیبِ لفظی و محاسنِ معنوی و اخبارِ غیبیہ تمام معجز ہیں۔

مَا جَاءَ بِهِ سَيِّدُ الْأَنْبِيَاءِ

عَلَيْهِ وَعَلَى إِلِهِ أَفْضَلُ صَلَوَاتِ رَبِّ الْوَرَى

- ۱۔ حضور مظهر اللہ الہامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کی ہوئی ہے۔ علاوہ وحی ملکی کے دو اور قسم بھی ہیں جن میں فرشتے کو دخل اور توسط نہیں ہوتا۔
- ۲۔ قرآن شریف کلامِ نفسی قدیم ازلی ابدی ہے۔ جو بہ لباسِ اصوات و حروف جلوہ گر ہے۔ اور بہ ذریعہ ملکِ مقرب حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور محبوب حق علیہ وعلى آله الصلاۃ والسلام پر نازل ہوا۔
- ۳۔ احادیث شریفہ قدسیہ ثابتہ باسناد صحیح وہ وحی ہے جو کبھی بہ توسط کذائی اور کبھی بلا توسط کذائی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وارد ہوئی۔
- ۴۔ ہر دو وحی سے جو معنی قطعاً ثابت ہیں، حق ہیں، کوئی شبہ نہیں۔ اس میں سے بعد علم و ثبوت قطعی کسی بات کا انکار اگرچہ در پردہ تاویلِ باطل ہو کفر ہے۔ اور ظنی الثبوت یا ظنی الدلالت کا بلا وجہ انکار بدعت یا فسق ہے۔
- ۵۔ اُمور ذیل کو حق ماننا ضروری ہے:
 - (۱) حشر اجساد و اعادہ روح انھیں اجساد میں جو دنیا میں تھے۔
 - (۲) جزائے اعمال خیر و سزائے شر۔
 - (۳) صراطِ دوزخ پر مُتمسک ہے جس پر سب کو چلنا ہوگا۔ اہلِ نارکت کر دوزخ میں گر پڑیں گے اور اہلِ جنت اس پر گزر کر جنت میں پہنچیں گے۔
 - (۴) حسابِ اعمال، میزان، جنت، نار اور یہ دونوں آخر الذکر اس وقت موجود ہیں جن کی جگہ اللہ جلّ شانہ جانتا ہے۔
 - (۵) شفاعتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحق اہلِ کبار حق ہے اور آپ کی شفاعت مقبول ہے جہاں آیاتِ شریفہ میں نفی شفاعت واقع ہے وہ مقید بہ عدم رضا و اجازتِ الہی ہے۔

11

(۶) عذاب القبر کا فرکو اور نعمت و راحت مومن صالح کو قبر میں حق ہے اور عَصَاتِ مومنین مشیتِ الہی پر ہیں، جسے چاہے عذاب فرمائے جسے چاہے نعمت بخشے۔
(۷) سوال منکر و نکیر جس سے خدا چاہے ضرور ہونے والا ہے۔

(۸) تمام رُسُل و انبیاء من جانب اللہ حق ہیں۔

(۹) ملائکہ اجسام نوری ہیں، عوارضِ ظلمانی سے منزہ ہیں ان کے مقامات آسمان پر مقرر ہیں۔ کوئی کائناتِ سماوی و ارضی پر مقرر ہیں اور بعض کتابتِ اعمال بنی آدم پر، اور بعض عباد کے دل میں خطراتِ صالحہ القا کرنے پر، اور بعض حفاظتِ بنی آدم پر، ان کے مقابلے میں مخلوقاتِ الہی میں سے شیاطین ہیں جو خیالاتِ فاسدہ کا القا کرتے ہیں۔ قرب قیامت میں حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظاہر ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور قتلِ دجال و قتلِ خنازیر کرنا اور پھر دینِ واحد کا ہو جانا سب حق ہے۔

(۱۰) کُل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور جو آسمانی صحیفے ان پر نازل ہوئے سب حق ہیں۔

الْإِجْتِهَادُ فِي الدِّينِ وَتَقْلِيدُ الْمُجْتَهِدِينَ

۱۔ عامۃ الناس جو درجہ اجتہاد سے بے بہرہ ہیں، تمام احکام فرعیہ غیر منصوصہ قطعہ میں تقلید مجتہد پر مامور ہیں۔

۲۔ منصب اجتہاد مشروط بہ شرائط ذیل ہے:

(۱) علم قرآن پر بقدر آیات احکام حاوی ہو۔

(۲) احادیث متعلقہ احکام سے واقف ہو۔

(۳) علم عربیت، لغت، صرف و نحو، معانی و بیان وغیرہ میں کامل ہو۔

(۴) مذاہب سلف سے پوری واقفیت رکھتا ہو۔

(۵) قیاس کے اصول اور قواعد میں ماہر ہو اور علاوہ اس کے ورع و تقویٰ میں اعلیٰ

- درجہ پر ممتاز ہو۔ استنباط احکام میں مداخلتِ نفس و ہوا سے محفوظ ہو۔
- ۳۔ جس میں ان صفات کی کمی ہو، خواہ کیسا ہی عالم کیوں نہ ہو تقلید کرنے کا پابند ہے۔ ان شرائط سے کسی شخص کا متصف ہونا اس کے آثارِ اجتہادی اور تدقیقاتِ فقہی و اعمال و اخلاق متفقہانہ سے ظاہر ہو سکتا ہے، جو عوام و خواص اُمت پر ظاہر ہو کر تمام اہل انصاف کے ذہن میں اس کی عظمت کو مرکوز کرتے ہیں جیسا ہر فن کے مشاہیر کی اعلیٰ مہارت بہ لحاظ آثارِ ظاہرہ عامۃ الناس سے خواص تک سب کے نزدیک کالبدیہ ہوتی ہے ویسا ہی جب کسی عالم متقی کے آثارِ اجتہادی اس قدر ظاہر ہوں کہ خواص و عوام اس کے لیے منصبِ اجتہاد تسلیم کرنے پر مجبور ہوں تو وہ مجتہد مسلم ہوتا ہے۔
- ۴۔ اُمتِ مرحومہ میں ائمہ اربعہ کا اجتہاد ان کے سب معاصرین و لاحقین سے اعلیٰ مانا گیا ہے اس کی وجہ وہی آثارِ علمی اور علاماتِ زہد و تقویٰ ہیں۔ جس سے آج تک ہر طبقہ کے لوگ ان کو مجتہد تسلیم کرتے آئے ہیں۔
- ۵۔ ان میں سے امامِ الائمہ سراج الامت امامِ اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کو فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رئیس المجتہدین تسلیم ہو چکے ہیں۔
- ۶۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کے تلامذہ و مقلدین میں ایسے اکابرِ اسلام پیدا کیے، جنہوں نے حضور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخزجہ مسائل اور اصول مقررہ کو تالیفات و تصنیفات میں کمال تنقیح سے بیان کیا جو آئندہ تازہ واقعات و صورتِ مُتَجَدِّدہ میں دستورِ فیصلہ مقرر ہوئے۔
- ۷۔ کمالاتِ علمی و فیضانِ انوار بہ طفیل حضرت امام ان علمائے فقہ پر اسی صُغۃِ الہیہ سے ہوا ہے جس کے سرچشمہ رئیس المجتہدین تھے۔ بنا بریں حضرت امام محمد و امام ابو یوسف رحمہم اللہ باوجود تقلید فی الاصول والفروع مختلفہ اقوال امام میں بہ حضور امام خلاف قول مستقر امام کو ترجیح کے لیے اور بعض احکام کو موافق اصول حضور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ استخراج کرنے کے لیے خود امام الائمہ سے معمور ہوئے ہیں۔ پس

11

صاحبین اور دیگر ان کے ہم منصب جو امام الائمہ کے تلامذہ تھے مجتہدین فی المذہب کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا کام صرف بعض کو بہ حضور امام قول مُسْتَقَرِّ امام پر بوقت ظہور دلیل ترجیح دینا اور اصول امام کے مطابق تازہ احکام استنباط کرنا ہے۔

۸۔ ان کے بعد رحمت کا اور ظہور ہوا اور ایسے فقہا پیدا ہوئے جن کا تَبَخُّرُ اصول و فروع مذہب حنفیہ میں اس قدر تسلیم کیا گیا کہ وہ نو پیدا شدہ مسائل و جزئیات کو جن کی بابت بالصراحت روایات مذہب میں نہ ملیں، اُصول و فروع مذہب حنفی سے تخریج کریں جیسے حضرت ابو جعفر طحاوی، ابوالحسن کرخی، شمس الائمہ حلوائی، شمس الائمہ سرخسی، فخر اسلام بزدوی، فخر الدین قاضی خاں وغیرہ سب مجتہد فی المسائل ہیں۔

۹۔ چونکہ تدبیرِ الہی اسی رحمتِ خاصہ کے کامل کرنے پر متوجہ تھی ان فقہا کے بعد ایک اور طبقہ پیدا ہوا جن میں امام ابو بکر احمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں۔ ان کے حصہ میں گو کسی قسم کا اجتہاد نہیں۔ لیکن اصول و فروع میں اتنی مہارت ان کو تھی کہ جملہ ذی وجہین، مبہم، محتمل الامرین منقول عن صاحب المذہبِ أو أحد من اصحابہ کی تفصیل کر سکتے تھے۔ ان کو اصحاب تخریج کہا جاتا ہے۔

۱۰۔ ان کے بعد وہ طبقہ فقہا پیدا ہوا، جو بعض روایات کو بعض پر ترجیح دینے کی لیاقت رکھتے تھے، ان کو اصحاب ترجیح کہتے ہیں۔

۱۱۔ اُن کے بعد تدبیرِ الہی اور رحمتِ ناستناہی سے وہ طبقہ فقہا پیدا ہوا جو مذکورہ بالا مراتب کے لائق نہ تھے، لیکن روایات متعددہ میں سے اقویٰ، قویٰ، ضعیف اور ظاہر مذہب و روایتِ نادرہ میں فرق کر سکتے تھے۔ جیسے وہ حضرات جن کی کتابیں ہمارے زمانے میں باعثِ فیض اور عالم گیر قبولیت سے ممتاز ہیں۔ طبقاتِ اربعہ اولیٰ سے جو مذہب متعین ہو چکا ہے وہ صاحبِ کنز، صاحبِ مختار، صاحبِ وقایہ، صاحبِ مجمع کی کتابوں میں کمالِ تنقیح سے مذکور ہے۔

۱۲۔ ان کے بعد علماء و فقہا نے انہیں کتابوں پر اعتماد کیا ہے۔ ان کتابوں کو کتبِ متأخرین

11

سمجھ کر یہ کہنا کہ ان سے مذہبِ حنفی ٹھیک معلوم نہیں ہو سکتا۔ محض خیالِ فاسد اور بے جا بدگمانی ہے۔ یہ کتب دراصل طبقاتِ اربعہ کی قویہ روایات کے راوی ہیں اور ان کا ثقہ ہونا عند الکُلِّ مسلم ہو چکا ہے۔

۱۳۔ متون و شروح و فتاویٰ متاخرین جو معمول بہ و دستور العمل فتویٰ مقرر ہو چکے ہیں بلاشبہ مذہبِ حنفیہ کے مبین ہیں اُن کا خلاف بہ دعویٰ عمل بالجہد بدوں منصبِ اجتہاد گم راہی میں قدم رکھنا ہے۔ صدی چہارم تک مذاہبِ اربعہ خصوصاً مذہبِ حنفیہ کی اس قدر تنقیح ہو چکی ہے کہ کوئی جزئی بلا تحقیق نہیں رہی اور آئندہ کے اغلب واقعات کے جوابات اسی تحقیقات سے برآمد ہو سکتے ہیں۔ اس لیے فقہاء کا فتویٰ ہے کہ اب اجتہاد ختم ہو چکا ہے اور اُس کے بعد کوئی جدید مجتہد نہیں پیدا ہوا۔

۱۴۔ جس طرح حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم مبین و مُبلِّغ احکامِ الہی ہیں اور آپ کی اطاعت جزوِ ایمان ہے ویسے ہی رئیس المجتہدین حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے حکم و ہدایت کے مُبلِّغ و مبین ہیں۔ اس حیثیت سے آپ واجبِ الاطاعت ہیں۔

۱۵۔ کسی غیر مجتہد شخص کو ائمہ اربعہ میں سے ایک امام کی تقلید اس طرح پر واجب ہے کہ وہ اس امام کے تمام احکام میں اس کا مقلد ہو۔ کسی مسئلہ میں ایک امام کی تقلید کرنا اور کسی میں دوسرے امام کی تقلید کرنا تلفیق میں داخل ہے اور تلفیق سے تلّٰغی بالذین لازم آتی ہے جو قطعاً حرام ہے۔

۱۶۔ کسی غیر مجتہد کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی رائے سے کسی حدیث متعلق احکامِ فرعی مرویہ کتبِ حدیث پر عمل کرے۔

الْخِلَافَةُ وَالْوَلَايَةُ

۱۔ بعد سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم الاولیاء و خلفاء امام الصدّیقین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضل الامت ہیں۔ آپ کے بعد عمر فاروق اکبر، عثمان

- ذی النورین ومولی المؤمنین مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ترتیب خلافت افضل ہیں۔
- ۲۔ عشرہ مبشرہ، خاتونِ جنت، اُمّ المؤمنین خدیجہ و اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن وحضرات امام حسن و امام حسین واصحاب بدر و بیعت الرضوان رضی اللہ تعالیٰ عنہم طاہر مطہر قطعی جنتی بلکہ گنہ گارانِ اُمت کے تکیہ گاہ ہیں۔
- ۳۔ (الف) تمام صحابہ خصوصاً اہل بدر و اہل بیعت الرضوان نجوم ہدایت ہیں۔ ان میں سے کسی پر طعن کرنا فرض و استحقاق و خولِ نار ہے۔ ان سب کی تعظیم و توقیر اُمت پر فرض اہم ہے۔ یہ سب اولیائے اُمت کے سردار اور بہ باعث شرف صحبت ولایت خاصہ پر ممتاز ہیں۔ ان سے کرامات ظاہر ہوئی ہیں اور ہر ایک ولی سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔
- (ب) فتح مکہ معظمہ کے بعد جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مشرف بہ اسلام ہوئے، ان سے وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم افضل ہیں جو فتح مکہ معظمہ سے قبل مشرف بہ اسلام ہوئے، لیکن ان دونوں قسم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اللہ تعالیٰ نے حسنی یعنی بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے، ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی کرنا فرض و گمراہی ہے۔
- ۴۔ حقیقتِ ولایت یہ ہے کہ علاوہ ایمان و اعمالِ صالحہ کے یقین و عرفانِ اسما و صفات ذاتِ حق بہ طور وجدان بہ برکت ذکر و تلاوت و صوم و صلوة و ہی طور پر جب عبد صالح کو عطا ہوتا ہے تو مقامات ذیل اس کے سینہ پاک میں پیدا ہوتے ہیں: اخلاص، تواضع، توبہ، زہد، صبر، شکر، خوف، رجا، توکل، رضا، فقر، محبت، پس وہ ماسوائے حق سے معرض ہوتا ہے اور خوف و رجا الہی میں مستغرق۔ اس حالت میں ان مقامات کے آثار افرادِ بشر پر دو طور سے ظاہر ہوتے ہیں: خوارق و تربیتِ مریدان۔ پس اس کو وحی و عصمت کے بجائے (جو کہ خواصِ انبیاء میں سے ہیں) کشفِ صادق اور گناہوں سے محفوظیت عطا ہوتی ہے، جس کے باعث وارثِ انبیاء و خلیفہ برحق قرار پاتا ہے اور لفظِ ولی کا مصداق ہوتا ہے۔
- ۵۔ سلاسلِ صوفیائے کرام جو مسلسل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم سے متصل ہیں ان کے معارف و مقامات من و عن انوار رسالت سے ماخوذ ہیں ان میں طرق

11

ترتیب مریدین مقامات مذکورہ مبنی ہیں اور مشائخ صوفیہ، موصوف کشف صادق سے غائبین کے حال پر مطلع ہو کر ان کی ویسی ہی تربیت فرماتے ہیں جیسی حاضرین کی۔

۶۔ یاشیخ عبد القادر جیلانی شیعاً اللہ وغیرہ وظائف کدائیہ بہ غرض استمداد و طلب ہمت و دعا جائز و ثابت ہیں۔ ایسے وظائف کا انکار کرنا جہالت ہے اور ان کو شرک وغیرہ سے تعبیر کرنا ظلم اور ضلالت ہے۔

۷۔ ان کے صورت مبارک کا خیال مریدین کے خطرات و احادیث نفسی کے دور کرنے میں وہی کام کرتا ہے جو ظن فاروقی شیطان کے دور کرنے میں۔ ان مشائخ کی صورت مثالی جذبات نفس مرید کو مٹانے میں برہان قاطع ہے۔

۸۔ طریق استفادہ باطنی و بیعت جو معمول مشائخ کرام ہے۔ ہر ایک مومن طالب کمال ایمان کے لیے سنت اور ضروری ہے۔

۹۔ خاص معمولات مشائخ و کیفیات اذکار و ریاضات اصول دین سے ماخوذ ہیں، بعض اجتہاداً اور بعض کشفاً۔

۱۰۔ ذکر جہر و سر شرعاً ثابت اور باعث قرب و حصول محبت الہی ہے۔

۱۱۔ حمد الہی و نعت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم و مدح بزرگان و اولیاء کرام اور اشعار متعلق محبت الہی کا خوش آوازی سے سن کر محبت الہی کا بھڑکانا شرعاً مباح و مستحسن ہے، جب کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو۔

۱۲۔ عبادات بدنی و مالی کا ثواب ہدیہ ارواح مقدسہ انبیاء و اولیاء و دیگر اہل ایمان کرنا ثابت ہے اور اس کا مطلقاً انکار بدعت ہے۔

۱۳۔ بالخصوص بہ روز و فوات اولیاء ثواب طعام و کلام سے فاتحہ رسانی باعث نزول برکات اور تازگی ایمان ہے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ جَلِيْلِهِ وَ خَفِيْهِ

۱۔ شرک و کفر بہ لحاظ نتیجہ متحد ہیں۔ دونوں کا مرتکب ابدی عذاب کا مستحق ہے۔

۲۔ حقیقت شرک یہ ہے کہ غیر خدا کو واجب الوجود یا مستحق عبادت مانا جائے اور اس کے

11

امارات سے یہ ہے کہ بندگانِ حق تعالیٰ محبوبانِ الہی کی ان قابلِ عظمت صفات کو جو عام بنی نوع میں مفقود ہیں (مثلاً کشفِ بلا و شدت، استجابِ دُعا، تاثیر، تسخیر وغیرہ) صفات جناب باری (سُبْحَنَهُ، سُبْحَنَهُ، سُبْحَنَهُ) کے برابر خیال کیا جائے (نعوذ باللہ تعالیٰ) اور بنا بریں نہایت عجز و نیاز کے افعال ان کے سامنے اسی نیت سے ادا کیے جائیں کہ معاذ اللہ تعالیٰ وہ معبود ہے۔

۳۔ شریعتِ حقہ شرک کو رفع فرماتی ہے اور صفاتِ عباد و صفاتِ ربوبیت میں ماہِ الامتیاز ظاہر فرمانا بعثتِ رسل کا متمم بالشان مقصد ہے۔

۴۔ خواصِ عباد کی صفات مذکورہ کو باطل نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ ان کی حقیقتِ واقعہ کا اظہار ہے جس سے کہ صفاتِ ربوبیت کی برتری و تقدس ظاہر ہو۔

۵۔ محبوبیت و شفاعت جو کہ تمام ادیان و شرائع میں خواصِ بشر کے لیے ثابت کی گئی ہے اُس کو ایسا منصب خیال کرنا کہ جس سے عبد خود مختار ہو کر تصرفاتِ الہیہ کو (معاذ اللہ) مزاحمت سے روک سکے شرک ہے اور رضائے الہی اور اُس کی اجازت پر موقوف سمجھنا اور اس میں درحقیقت عنایتِ الہیہ کا ظہور جاننا ایمان و توحید ہے۔

۶۔ ایسا ہی خوارق و کرامات اولیا و اشراقِ باطنی سے ان کو مغیبات پر بلاذریہ عطیہ الہی اس طرح مطلع تسلیم کرنا شرک ہے اور بذریعہ قوائے روحانی و ناسوتی جو انبیاء و اولیا کو عطا ہوتی ہیں، ان امور کا بتعلیم اللہ تعالیٰ و بعطاء اللہ تعالیٰ مظہر تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

۷۔ صفاتِ عبودیت کو صفاتِ ربوبیت سے شریک کرنے والا مشرک ہے اور اُن کا مطلقاً منکر گمراہ اور مبتدع ہے اور ہر ایک کے حقوق نگاہ میں رکھنے والا صراطِ مستقیم پر ہے۔

ثَبَّتْنَا اللَّهُ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ مِّنْ خَيْرِ مَنْ سَلَكَ عَلَيْهِ صُلَى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ۔

الْكُفْرُ وَالْكَبَائِرُ وَالْكُفْرُ بَعْدَ الْإِيمَانِ

الْعِيَاذُ بِاللَّهِ الْمُسْتَعَانُ

۱۔ خداوندِ کریم جَلَّ جَلَالُهُ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ایمان کا اور ان احکام کا جو من عند اللہ یا من عند الرسول ثابت ہوں انکار کرنا کفر ہے۔

- ان احکام کا ثبوت تین طور سے ہوتا ہے:
- (۱) آیت کے معانی جو حسب محاورہ عرب قطعی طور پر مفہوم ہوں۔
- (۲) حدیث شریف متواتر کے معانی قطعیہ حسب لغت و محاورہ۔
- (۳) اجماع مجتہدین اُمتِ راشدہ جو قطعی ہو۔
- ان طُرُق ثلاثہ سے جو بات پایہ ثبوت کو پہنچے مومن پر اُس کا ظاہراً باطناً تسلیم کرنا ضروری ہے ورنہ بہ صورتِ انکار صریح بلا تاویل (معاذ اللہ) فقہاء کے نزدیک مطلقاً ظلمتِ کفر میں مبتلا ہونا ہے اور جو شخص بلا وجہ حق واضح میں بے محل تاویل کو بہانہ انکار قائم کرے کافر ہے۔
- ۲۔ ارکانِ ایمان و اسلام و ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار قولاً یا فعلاً کفر ہے۔
- ۳۔ قوائے انسانی کو لفظ ملائکہ واردہ فی النص کا معنی مرادی قرار دینا اور قوتِ نظریہ نبی علیہ السلام کو جبرئیل ماننا خلاف نص و اجماع اور کفر قطعی ہے کہ ضروریاتِ دین کا انکار ہے۔
- ۴۔ حشرِ اجساد و نعیمِ جنت کی جس کیفیت سے تفصیل کلامِ شارع میں وارد ہے بلا تاویل تسلیم کرنا ضروری ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔
- ۵۔ بعدِ بعثتِ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم بعثتِ نبی کو جائز ماننا یا اُس کو ختمِ نبوت میں مخل نہ جاننا کفر ہے۔
- ۶۔ بالاطلاق احادیث کا واجب الاطاعت نہ سمجھنا کفر ہے۔
- ۷۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی جنابِ پاک میں بے ادبی (معاذ اللہ) قولاً فعلاً ہتک یا تحقیر کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
- ۸۔ قرآنِ عظیم میں تحریف ماننا کفر ہے۔
- ۹۔ کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل ماننا کفر ہے۔
- ۱۰۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تکذیب کفر ہے۔
- ۱۱۔ منکرانِ ضروریاتِ دین کے عقائدِ کفریہ کے شرعی رد و ابطال کو جھگڑا فساد بتانا کفر ہے۔

تَمَّتْ